قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ہ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام منیجر ہو

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

جلد | مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۱۹ء | سہ شنبہ | مطابق ۱۸ محرم ۱۳۳۸ ھ | نمبر ۳۰

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح (علیہ السلام)

خاندان حضرت مسیح موعودؑ میں خدا کے فضل سے خیر و عافیت ہے۔

مولوی حافظ احمد اللہ صاحب حج بیت اللہ کر کے بخیر و عافیت واپس آگئے ہیں۔

نور ہسپتال جس کے متعلق گذشتہ پرچہ میں ایک ضروری اعلان شائع ہو چکا ہے۔ نہایت عمدگی کے ساتھ چل رہا ہے بیماروں کی رہائش اور تیمارداری خاص طور پر کی جاتی ہے اور کئی مریض بلا تفریق مذہب و ملت روزانہ مستفید ہوتے ہیں احباب کو مالی طور پر اس کی امداد میں ضرور حصہ لینا چاہئے۔

موسم میں نمایاں تغیر واقع ہو گیا ہے اور راتیں آخری حصہ میں خاصی سرد ہو تی ہیں۔

الموعظۃ الحسنۃ

اولاد کس نیت سے طلب کرنی چاہیئے

انسان کو سوچنا چاہیئے کہ اسے اولاد کی خواہش کیوں ہوتی ہے؟ کیونکہ اس کو محض طبعی خواہش ہی تک محدود نہ کر دینا چاہیئے۔ کہ جیسے پیاس لگتی ہے یا بھوک لگتی ہے۔ لیکن جب یہ ایک اندازہ سے گذر جاوے۔ تو ضرور اس کی اصلاح کی فکر کرنی چاہیئے۔

خدا تعالےٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔ ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ اگر انسان خود مومن اور عبد نہیں بنتا ہے۔ اور اپنی زندگی کے اصل منشاء کو پورا نہیں کرتا ہے۔ اور پورا حق عبادت کا ادا نہیں کرتا۔ بلکہ فسق و فجور میں زندگی بسر کرتا ہے۔ اور گناہ پر گناہ کرتا ہے۔ تو ایسے آدمی کی اولاد کے لئے خواہش کیا نتیجہ رکھے گی؟ صرف یہی کہ گناہ کرنے کے لئے وہ اپنا ایک اور خلیفہ چھوڑنا چاہتا ہے خود کونسی کمی کی ہے۔ جو اولاد کی خواہش کرتا ہے۔ پس جب تک اولاد کی خواہش محض اس غرض کے لئے نہ ہو کہ وہ دیندار اور متقی ہو۔ اور خدا تعالےٰ کی فرمانبردار ہو کر اس کے دین کی خادم بنے۔ بالکل فضول بلکہ ایک قسم

کی معصیت اور گناہ ہے۔ اور باقیات صالحات کی بجائے اس کا نام باقیات سئیات رکھنا جائز ہو گا ؛

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں صالح اور خداترس اور خادم دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں۔ تو یہ کہنا بھی اس کا نرا ایک دعویٰ ہی دعویٰ ہو گا۔ جب تک کہ خود وہ اپنی حالت میں ایک اصلاح نہ کرے۔ اگر خود فسق و فجور کی زندگی بسر کرتا ہے۔ اور منہ سے کہتا ہے کہ میں صالح اور متقی اولاد کی خواہش کرتا ہوں۔ تو وہ اپنے اس دعویٰ میں کذاب ہے۔ صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے۔ اور اپنی زندگی کو متقیانہ زندگی بناوے۔ تب اس کی ایسی خواہش ایک نتیجہ خیز خواہش ہو گی۔ اور ایسی اولاد حقیقت میں اس قابل ہو گی کہ اس کو باقیات صالحات کا مصداق کہیں۔ اگر یہ خواہش صرف اسی لئے ہو کہ ہمارا نام باقی رہے۔ اور وہ ہمارے املاک و اسباب کی وارث ہو۔ یا وہ بڑی نامور اور مشہور آدمی ہو۔ اس قسم کی خواہش میرے نزدیک شرک ہے ؛

یاد رکھو کسی نیکی کو بھی اس لئے نہیں کرنا چاہیئے کہ اس نیکی کے کرنے پر ثواب یا اجر ملیگا۔ کیونکہ اگر محض اس خیال پر نیکی کی جاوے۔ تو وہ ابتغاء لمرضات اللہ نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس ثواب کی خاطر ہو گی۔ اور اس سے اندیشہ ہو سکتا ہے کہ کسی وقت وہ اُسے چھوڑ بیٹھے۔ مثلاً اگر کوئی شخص ہر روز ہم سے ملنے کو آوے۔ اور ہم اس کو ایک روپیہ دے دیا کریں۔ تو وہ بجائے خود یہی سمجھیگا کہ میرا جانا صرف روپیہ کے لئے ہے۔ جس دن سے روپیہ نہ ملے۔ اسی دن سے آنا چھوڑ دیگا ؛

غرض یہ ایک قسم کا باریک شرک ہے۔ اس سے بچنا چاہیئے۔ نیکی محض اس لئے کرنا چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ خوش ہو۔ اور اس کی رضا حاصل ہو۔ اور اس کے حکم کی تعمیل ہو۔ قطع نظر اس کے کہ اس پر کوئی ثواب ہو یا نہ ہو ؛

اخبار البدر ۲۔ اکتوبر ۱۹۰۳ء | حضرت مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

اخبار احمدیہ

چند اور شیر کی ضرورت اور احمدی احباب کو اطلاع

ملازمت کے خواہاں اور سیر اور سب اور سیر احمدی احباب کو چھاؤنی مجسٹریٹ کانپور کے دفتر میں درخواست بھیجنی چاہیئے۔ نیز التماس ہے کہ وہ اگر کانپور میں تشریف لاویں تو عبدالرحیم احمدی مکان ۱۰۱/ الف کھپرا محال میں ٹھہریں۔

المشتہر۔ عبدالرحیم احمدی چھاؤنی کانپور کھپرا محال

پابنا علاقہ بنگال میں تبلیغ

مولوی ظل الرحمٰن صاحب مبلغ آج کل پابنا میں ہیں۔ اور آپ کے ہمراہ مولوی حیدر علی صاحب احمدی ہیں۔ یہ علاقہ بہت دور اور احمدیت سے خالی ہے احباب دُعا فرمادیں کہ خدا تعالیٰ لوگوں کے سینوں کو حق کے لئے کھولدے ؛

برہمن بڑیہ بنگال

مولانا سید محمد عبدالواحد صاحب مبلغ بنگال نے نصف آخر ماہ ستمبر کی جو رپورٹ لکھی ہے۔ اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ اس علاقہ میں ۲۵۔ ستمبر کو اس بلا کا طوفان آب آیا کہ سینکڑوں اور ہزاروں گھر اور لوگ برباد ہو گئے۔ دریائے میگنا میں اس کثرت سے لاشیں بہ رہی تھیں کہ قریب جوار کے لوگوں کو وہاں رہنا بوجہ تعفن مشکل ہو گیا مختلف ذرائع سے لوگوں میں تبلیغ کی جا رہی ہے۔ وہاں کی انجمن احمدیہ کا سکرٹری شپ کا عہدہ بوجہ وفات منشی دولت خان صاحب وکیل احمدی خالی تھا۔ انکی بجائے مولوی عظیم الدین صاحب بی۔ اے احمدی سب انسپکٹر مدارس کو سکرٹری تجویز کیا گیا۔ اور ان کے نائب سعید احمد صاحب احمدی بنائے گئے ؛

درخواست دُعا

برادر مقبول احمد صاحب لاہور لکھتے ہیں کہ وہ خود اور ان کا بھائی دو سال سے بیمار ہیں۔ اور ان کے ایک بھانجے کو سگ دیوانہ نے کاٹ لیا۔ جو کسولی میں زیر علاج ہے اور مستری محمد عبداللہ صاحب ٹھیکیدار چونڈہ کی اہلیہ دوماہ سے کھانسی وغیرہ امراض میں مبتلا ہے۔ احباب ان سب کی صحت کے لئے دعا فرمادیں ؛

برادر امیر اللہ خان صاحب ساکن اسماعیلیہ خود اور ان کے بچے مبتلائے بخار ہیں۔ ان کی شفا یابی کے لئے اور احمدی طلبائے میڈیکل سکول کے امتحانات قریب ہیں۔ ان کی کامیابی کے لئے دُعا کی جائے۔ نیز برادر محمد ابراہیم صاحب سب پوسٹماسٹر فورٹ کیوگنزی بھی درخواست دُعا کرتے ہیں ؛

مومن کو اشاعت فحش سے پرہیز کرنا چاہیئے

عام طور پر یہ ایک مرض لوگوں میں دیکھی جاتی ہے۔ کہ اگر کوئی شخص کسی مرد یا عورت کی نسبت یہ بیان کرے کہ وہ بدکار ہے یا اس کا دوسرے سے تعلق بدکاری کا ہے۔ تو چونکہ نفس ایسے معلومات کی وسعت سے لذت پاتا ہے اس لئے اس راوی کے بیان پر بلا تحقیق یہ خیال کر لیا جاتا ہے۔ کہ یہ واقعہ بالکل سچا ہے۔ اور اُسے شہرت دینے میں سعی کی جاتی ہے۔ اور اس طرح سے نیک مرد اور نیک عورتوں کی نسبت ناپاک خیال لوگوں کے دلوں میں متمکن ہو جاتے ہیں۔ اور جن کی شہرت ہوتی ہے۔ ان کے دلوں پر اس سے کیا صدمہ گذرتا ہے۔ اس کو ہر ایک محسوس نہیں کر سکتا۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے ایسی شہرت دینے والوں کے لئے ۸۰ دُرّے سزا مقرر فرمائی ہے اس مضمون کے متعلق حضرت اقدس نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اپنی پاک کلام میں شہرت دینے والوں کے لئے بشرطیکہ وہ اُسے ثابت نہ کر سکیں۔ ۸۰ دُرّے سزا رکھی ہے۔ یہ اس لئے کہ جو شہرت دیتا ہے۔ اسے اس مقدمہ میں مدعی گردانا گیا ہے۔ اور اسی سے چار گواہ طلب کئے گئے ہیں۔ اگر وہ سچا ہے۔ تو اپنے علاوہ چار گواہ رویت کے لاوے یہ غلطی ہے کہ ایسے شخص کو بھی گواہوں میں شمار کیا جاوے ؛

(اخبار البدر ۔ ۴۔ ستمبر ۱۹۰۳ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۱۴ - اکتوبر ۱۹۱۹ء

اسلام اور عیسائیت کی تعلیم کا موازنہ

(۱)

ضد اور تعصب ایک ایسا بُرا مرض ہے کہ حق کے قبول کرنے سے انسان کو بہت دور پھینک دیتا ہے۔ متعصب آدمی کو اپنے مخالف کی بھلی بات بھی بُری اور ناگوار گذرتی ہے۔ اور وہ تعصب کی وجہ سے محجوب ہو کر نہیں دیکھتا کہ جو نقص میں اپنے مخالف میں نکالتا ہوں۔ اگر وہ نقص ہے تو وہ مجھ میں بھی پایا جاتا ہے یا نہیں۔ اس غلطی کی وجہ سے اُسے ندامت اور شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔ اسوقت تمام مذاہب کا سلوک اسلام کے ساتھ اسی رنگ کا ہے۔ یعنی محض متعصبانہ رنگ میں ان کی طرف سے اسلام پر ناجائز سے ناجائز حملے کئے جاتے ہیں۔ اور اسلام کی پاک تعلیم کو بُرے سانچے میں ڈھالکر پبلک کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ اور دھوکہ میں رکھکر بہت سے لوگوں کو اسلام کی پاک تعلیم کے قبول کرنے سے روکا جاتا ہے۔ اسوقت چونکہ میرا روئے سخن صرف عیسائی مشنریوں کی طرف ہے۔ اس لئے میں کہونگا۔ کہ عیسائی مشنری صاحبان نے بھی محض تعصب کی بناء پر اسلام کے مقابلہ میں اسی غلط راہ پر قدم مارا۔ اگر وہ اس سے الگ ہو کر حق کے قبول کرنے کے لئے تحقیق کی راہ پر قدم زن ہوتے۔ تو وہ اسلام کی ایک ایک بات سے فائدہ حاصل کر سکتے۔ نمونہ کے طور پر میں ان کے چند ایک اعتراض جو وہ اسلام پر کرتے ہیں نقل کر کے بتاتا ہوں کہ تعصب نے ان کو کیسی غلطی میں ڈال رکھا ہے۔

سب سے پہلے اسلام پر انہوں نے یہ الزام لگایا۔ کہ اسلام ظلم کی تعلیم دیتا ہے۔ اپنے اندر روحانیت نہیں رکھتا۔ اور نہ کسی کو روحانی انسان بناتا ہے۔ جو کچھ اسکو ترقی ہوئی تلوار کی بدولت ہوئی۔ اسی کے ذریعہ جبراً غیر قوموں کو اسلام میں داخل کیا گیا۔ اور نہایت بیرحمی سے انکو اپنا غلام بنایا گیا۔ اس کے جواب میں عرض ہے۔ کہ اول تو تورات کی پاک اور نرم تعلیم کا ملاحظہ ہو۔ جو یہ ہے

"اور بنی اسرائیل نے موسےٰ کے کہنے کے موافق کیا۔ اور انہوں نے مصریوں سے روپے کے برتن اور سونے کے برتن اور کپڑے عاریتاً لئے۔ اور خداوند نے ان لوگوں کو مصریوں کی نگاہ میں ایسی عزت بخشی کہ انہوں نے ان کو عاریتاً دی۔ اور انہوں نے مصریوں کو لوٹ لیا" خروج ۱۲/۳۵

اب غور کرنا چاہیئے۔ کہ جس قوم کو ایسی تعلیم دیجاتی ہو ان کی روحانیت کے متعلق کیا خیال کیا جا سکتا ہے۔ مصری ان کو نیک سمجھ کر ان پر اتنا اعتبار کرتے ہیں کہ سونے چاندی کے برتن اور کپڑوں تک ان کے حوالے کرتے ہیں۔ مگر بنی اسرائیل کی طرف سے ایسا بُرا سلوک کیا جاتا ہے جس کا ذکر مندرجہ بالا الفاظ میں ہے۔

پھر لکھا ہے:۔

"جو کوئی فقط خداوند کے سوا کسی معبود کیلئے قربانی کرے۔ وہ عذاب سے مار ڈالا جاوے" خروج ۲۲/۲۰

اب تورات کی اس رحم سے بھری ہوئی تعلیم کے مطابق جس قدر لوگ اس زمانہ میں ان بدعات میں مبتلا ہیں۔ ان کا قتل کرنا ضروری ہے۔ پھر خروج ۲۳/۲۴ میں لکھا ہے:۔

"تو ان کے معبودوں کو سجدہ مت کر۔ نہ ان کی عبادت کر۔ نہ ان کے سے کام کر۔ بلکہ تو انہیں صاف ڈھادے اور ان کے بتوں کو توڑ ڈال"

اب غور کرنے کا مقام ہے کہ کیا اس تعلیم سے صاف یہ نہیں پایا جاتا کہ تمام بت پرست قوموں کو قتل کرنا اور ان کے عبادت خانوں کو گرا کر مسمار کر دینا ضروری ہے۔ کیا ایسی تعلیم کو نرم تعلیم اور ایسے سلوک کو نرم سلوک کہا جا سکتا ہے۔ پھر خروج ۲۳/۳۱ میں لکھا ہے:۔

"کیونکہ زمین کے بسنے والوں کو تیرے حوالے کروں گا۔ اور تو انہیں اپنے آگے سے نکال دیگا تو ان سے اور ان کے معبودوں سے عہد مت باندھیو۔ وہ تیری زمین پر نہ رہنے پاویں تا نہ ہووے کہ وہ تجھے میرا گناہ گار کریں"

کیا تورات کے ان حوالجات سے عیسائی صاحبان کا کوئی ایسا اعتراض اس مسئلہ پر باقی رہ جاتا ہے۔ جو ان پر نہ پڑتا ہو۔ پس یہ ان کی کیسی غلطی ہے کہ اپنے گریبان میں منہ ڈالکر نہیں دیکھتے۔ اور بلا سوچے سمجھے تعصب کے جوش میں اسلام کو نشانہ اعتراض بناتے ہیں۔ حالانکہ اسلام میں ہرگز اس قسم کی تعلیم نہیں پائی جاتی۔

پھر خروج ۲۰/۱۰ میں لکھا ہے:۔

"لیکن ساتواں دن خداوند تیرے خداوند کا سبت ہے۔ اس میں کچھ کام نہ کر نہ تو نہ تیرا بیٹا نہ تیری بیٹی نہ تیرا غلام نہ تیری لونڈی"

اس کے متعلق سوال ہے۔ کہ جب یورپ کے نزدیک غلام بنانا نہایت قبیح اور بُرا فعل ہے۔ اور رحم کے خلاف تو حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل نے کیوں غلام اور لونڈیاں بنائیں۔ اور انجیل نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔

اب مختصراً اسلامی تلوار کی حقیقت میں بیان کرتا ہوں۔ قرآن کریم میں آیا ہے:۔ "وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم" خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ تم کو تلوار چلانے کا حکم دیا جاتا ہے۔ مگر صرف ان لوگوں پر جو تم پر تلوار اٹھاتے ہیں۔ اسی واسطے شریعت اسلام نے عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو جنگ میں قتل کرنے سے نہایت تاکید کے ساتھ منع فرمایا ہے۔ کیونکہ اس قسم کے لوگ بہت کم تلوار اٹھاتے ہیں۔ برخلاف اس کے تورات کی تعلیم پر غور کیا جائے۔ تو ایک معترض کہہ سکتا ہے۔ بے رحمی اور ظلم کی تعلیم ہے۔ کیونکہ اس میں لکھا ہے۔ جب تم دشمن کا مقابلہ کرو تو ہرم کر دو (بچوں عورتوں اور جانوروں تک کو تباہ کر دو) پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علےٰ نصرھم لقدیر الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ ۔ اب اجازت دیگئی ہے۔ ان لوگوں کو جو قتل کئے جاتے ہیں۔ اس لئے کہ ان پر سخت سے سخت ظلم کئے گئے اور ناحق جلاوطن کئے گئے۔ محض مذہبی تعصب کی وجہ

کیونکہ وہ ربنا اللہ کہتے تھے۔ خدا تعالیٰ ان کی ایسی مظلومانہ حالت میں ان کی نصرت اور مدد کریگا۔

پھر یہ اجازت بھی خدا تعالےٰ نے اسوقت تک دی ہے، جب تک دشمن اوزاروں سے کام لے۔ لیکن جس وقت وہ اوزار رکھ دے تو پھر تم کو اجازت نہیں کہ ان کو قتل کرو۔

چنانچہ سورۂ محمد میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ۔ کہ وہ لوگ جو خود حق کو قبول نہیں کرتے۔ بلکہ دوسروں کو بھی روکتے ہیں۔ خدا تعالےٰ ایسے کافروں کے متعلق فرماتا ہے فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب۔ کہ جب تمہارا ایسے کفار سے مقابلہ ہو تو کھلے دل سے اُن کی گردنیں اُڑاؤ۔ اور گرفتار کرو۔ اس کے بعد چاہے احسان کے طور پر ان کو چھوڑ دو۔ اور چاہے فدیہ لیکر چھوڑ دو مگر یہ سب کچھ اسوقت تک تم کو جائز ہے۔ جب تک کہ جنگ کرنے والے جنگ کریں۔ حتی تضع الحرب اوزارھا۔ لیکن جب وہ سامان حرب سے کام لینا چھوڑ دیں۔ اور امان چاہیں۔ تو پھر تمہارا کوئی حق نہیں۔ کہ ان پر ہاتھ چلاؤ۔ چنانچہ فتح مکہ کا مشہور واقعہ دوست دشمن دونوں پر ظاہر اور روشن ہے۔ باوجود بیس اکیس برس ان کے ہاتھ سے قسم قسم کے مظالم اور دکھ اٹھانے کے جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ کو فتح کرتے ہیں تو ان کی درخواست پر لا تثریب علیکم الیوم کہکر سب کی جان بخشی کیجاتی ہے۔ جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اسلام کی کیا تعلیم ہے۔

پھر عقلاً بھی عیسائی صاحبان کا یہ کہنا کہ اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلایا گیا۔ بالکل غلط ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ جس شخص کو جبراً کسی مذہب کا پیرو بنایا جائے۔ ظاہر ہے کہ وہ منافقانہ طور پر مانیگا اور دل میں جبر کرنیوالوں کا جانی دشمن ہو گا یہ کبھی نہیں کہ دل سے وہ اس مذہب کو برا جانتا ہو اور پھر جان مال اور عزت سب کچھ اس مذہب پر قربان کر دے اور اس مذہب کو اپنی بیوی بچوں سے بھی زیادہ عزیز رکھے۔ منافق سے یہ قربانی ہرگز نہیں ہو سکتی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متبعین کی قربانی اعلےٰ درجے

ایثار سے پر نقد جان آگے رکھ دینا ظاہر کر رہا ہے کہ اسلام میں وہ جبر کے ساتھ داخل نہیں کئے گئے تھے۔ بلکہ اسلامی تعلیم اور محمدی اخلاق نے ان کو ایسا فریفتہ بنا لیا تھا کہ اللہ اور رسول کے مقابلہ میں دنیا وما فیہا کو وہ ہیچ سمجھتے تھے۔ پھر رسول اللہ کا یہ فرمانا لا تتمنوا لقاء العدو بھی اسلامی جہاد کی حقیقت ظاہر کرتا ہے یعنے دشمن کے ساتھ مقابلہ کرنے کی تم خود خواہش مت کرو۔ ہاں خود حفاظتی کے لئے مقابلہ کرنا ہی پڑتا ہے اب عیسائی مشنری صاحبان اسلام کی اس تعلیم حقہ پر یوں پردہ ڈالکر عوام کو دھوکہ دیتے ہیں کہ قرآن کہتا ہے واقتلوھم حیث ثقفتموھم۔ جہاں کافر ملیں۔ انکو قتل کرو یہ صاف ظلم کی تعلیم ہے۔ اور امن کے بالکل خلاف حالانکہ اگر وہ انصاف سے کام لیتے تو سوچتے کہ واقتلوھم میں ھم کی ضمیر کس طرف جاتی ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ الذین یقاتلونکم کی طرف جاتی ہے (یعنی جو تم کو قتل کرتے ہیں) اگر ضمیر کا خیال نہیں رہا تھا تو اسی آیت کے اگلے حصے پر ہی نظر ڈالتے۔ جہاں لکھا ہے اخرجوھم من حیث اخرجوکم۔ چونکہ انہوں نے تم پر ظلم کئے اور وطن سے بیوطن کیا۔ لہذا عین فطرت کے مطابق بدلہ لینے کی تم کو اجازت دیجاتی ہے۔

اسیطرح اگلی آیت میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ۔ یعنی ان کا مقابلہ اسوقت تک کرو۔ جب تک کہ یہ فتنہ جو انکی طرف سے برپا ہے (کہ جو شخص دل سے ایک سچے مذہب کو اختیار کرنا چاہتا ہے۔ اس پر سخت سے سخت ظلم کئے جاتے ہیں) دور کیا جاوے۔ اور ایسا امن ہو جاوے کہ جو شخص جس کسی دین پر قائم ہو۔ وہ اس کو الہی دین سمجھکر قائم ہو کسی کے ظلم اور دباؤ کی وجہ سے کوئی مذہب اختیار نہ کرے۔ پس جب ایسا امن اور اصلاح ہو جاوے۔ تو پھر تلوار اٹھانا تمہارے لئے جائز نہیں۔ دیکھو یہ تعلیم تو عین فطرت کے مطابق ہے۔ کیونکہ فطرت کا یہ تقاضا ہے کہ وہ ظالم سے ظلم کا بدلہ لینا چاہتی ہے۔ مگر پھر بھی اسلامی تعلیم یہ ہے۔ کہ تمہارے مدنظر ہر حالت میں اصلاح ہو۔ اگر ان کی اصلاح عفو سے ہوتی

ہو۔ تو چاہیے انہوں نے کتنے ہی ظلم کیوں نہ کئے ہوں تم کو درگذر کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ فرمایا۔ وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفی واصلح فاجرہ علی اللہ۔

اس تعلیم کا عملی نمونہ فتح مکہ کا وہ مشہور واقعہ ہے جو کسی پر مخفی نہیں۔ پس دھوکہ دینے کے لئے اور عوام کو اسلام کی پاک تعلیم سے محروم رکھنے کے لئے عیسائی مشنری صاحبان کو مناسب نہیں۔ کہ وہ اسلام اور اہل اسلام پر جھوٹا الزام لگاتے۔

اب رہا غلامی کا اعتراض سو جاننا چاہیئے۔ کہ غلاموں کے متعلق رسول اللہ ص نے فرمایا ہے کہ یہ تمہارے بھائی ہیں۔ جو تم کھاؤ۔ ان کو بھی کھلاؤ۔ جو تم پہنو۔ ان کو بھی پہناؤ۔ اگر کوئی مشقت کا کام ہو تو تم بھی ساتھ شامل ہو کر کراؤ۔ پھر کفارات میں کثرت کے ساتھ غلاموں کا آزاد کرنا بطور فدیہ مقرر کیا ہے۔ باقی رہا یہ کہ غلام بنانے کی اجازت کیوں دی ہے۔ اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ کئی مشکلات کی وجہ سے اسلام نے غلام بنانا جائز رکھا ہے۔ مگر جب جنگ میں قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئیں۔ اگر ان کو چھوڑ دیں تو خطرہ ہے کہ پھر دشمن کی طاقت بڑھ جائے گی۔ اور ممکن ہے کہ یہی لوگ دوبارہ ہم کو دکھ دیں۔ اور اگر پاس رکھیں اور کام نہ لیں۔ تو اخراجات کی مشکل پیش آتی ہے۔ پس جس طرح انسان آمدنی بڑھانے کے لئے بھائیوں بیٹوں سے کام لیتا ہے۔ اسی طرح ان سے بھی کام لے کر اخراجات چلاتا ہے۔ اور آمدنی کو بڑھا سکتا ہے۔ اور لونڈیوں کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کی بڑی تعریف کی ہے کہ جو اپنی لونڈی کو پڑھائے۔ خانہ داری کے کام کاج سکھلائے۔ پھر اس کو آزاد کرکے اپنے نکاح میں لاوے۔ پس ایسی پاک تعلیم کو اور ایسے عمدہ سلوک کو محض تعصب کی وجہ سے برے رنگ اور غلط پیرایہ میں عوام کے سامنے پیش کرنا عیسائی مشنری صاحبان کی کیسی صریح غلطی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

خدا کی مخلوق سے محبت خدا کی محبت کا ثبوت ہے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

فرمودہ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۹ء

سورہ فاتحہ کے بعد آیت شریفہ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا ط كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝ (۳-۹۸) کی تلاوت کی اور فرمایا کہ

اسلام ہر چیز میں مدارج کا قائل ہے

اسلام سب مذاہب میں سے ایک ہی مذہب تسلیم کرنا چاہیئے جو ہر ایک چیز کے مدارج تسلیم کرتا ہے۔ عموماً لوگ مدارج کا خیال نہیں رکھتے۔ خود مسلمانوں میں سے بھی بعض نے قرآن کے اوپر پورا تدبر نہ کرنے اور ائمہ کے اقوال پر غور نہ کرنے سے کفر و ایمان کے درجات کی تقسیم سے انکار کیا ہے۔ حالانکہ نہ یہ قرآن سے ثابت ہے نہ ائمہ کا یہ مذہب تھا۔ قطعاً کسی امام کا یہ مذہب نہ تھا کہ کفر و ایمان کے مدارج نہیں۔

قرآن شریف ہی وہ کتاب ہے۔ جو ہر چیز کے مدارج بیان کرتی ہے۔ انسان کے مدارج۔ تقویٰ کے مدارج۔ تعلق باللہ کے مدارج۔ ایمان کے مدارج۔ کفر کے مدارج۔ نیکی اور بدی کے مختلف مدارج۔ غرض ہر چیز کے مختلف مدارج ہیں۔ ایک اسلام کی ہی یہ تعلیم ہے جو ہر چیز کو اسکے مراتب اور اس کی حقیقت کے ساتھ بیان کرتی ہے۔ اور مذہب اس حقیقت کو نہیں سمجھے۔ اور یہ اسلام اور دیگر مذاہب میں نمایاں فرق ہے۔

انسانی تعلقات کے مدارج

میں جس مضمون کی طرف آپ کی توجہ پھیرنی چاہتا ہوں وہ بھی مدارج رکھتا ہے۔ اور وہ انسانی تعلقات کے مدارج ہیں۔ جس طرح خدا کے انسان کے ساتھ تعلق کے مدارج ہیں۔ اسی طرح انسانوں کے آپس کے تعلقات کے بھی مدارج ہیں۔ جس طرح خدا سے بہتر سے بہتر تعلق ہونا چاہیئے ایسا ہی انسانوں میں بھی آپس میں ہونا چاہیئے۔ اسلام اس بات کا حکم نہیں دیتا کہ انسان آپس میں دشمن نہ ہوں بلکہ اس سے زیادہ کا حکم دیتا ہے۔ اسلام یہ نہیں کہتا کہ جب تم خدا کے دشمن نہیں تو کامیاب ہو گئے بلکہ اسلام تمہیں اسوقت نیکی کی راہ پر قدم زن قرار دیگا جب تم خدا کے دوست ہو گے۔ اسی طرح اسلام یہ نہیں کہیگا کہ تم لوگوں کے دشمن نہ ہو۔ کیونکہ یہ تو ایک ادنیٰ درجہ کی بات ہے۔ اصل یہ ہے۔ کہ تم لوگوں کے دوست ہو بہت لوگ خوش ہیں کہ وہ کسی کے دشمن نہیں۔ حالانکہ شریف کے دل میں کینہ نہیں ہوتا۔ یہ تو ایسا ہی فخر ہے۔ کہ ایک انسان کہے میں انسان ہوں۔ حالانکہ فخر کی بات یہ ہے کہ انسانوں میں سے اعلےٰ درجہ کا انسان ہو۔ اگر کوئی شخص گدھوں اور کتوں میں کھڑا ہو کر فخر کرے کہ میں انسان ہوں۔ تو یہ اس کا فخر بجا ہو گا۔ لیکن ہو گا اس کے پاگل پن کی دلیل۔ کیونکہ گدھے اور کتے نہیں جانتے کہ فرق مراتب کیا ہے۔ ہاں انسانوں میں انسان کا دعویٰ فخر البتہ ایک بات ہو گی سوائے اخلاقی لحاظ کے کہ بعض حالتوں میں انسان گدھے کے مشابہ ہوتا ہے۔ بعض میں کتے کے۔ لیکن جسمانی لحاظ سے یہ حالت نہیں ہوتی۔ اور ایک انسان جسمانی حالت میں تنزل کر کے انسان سے گدھا یا کتا نہیں بن سکتا۔

فخر کے قابل کونسا درجہ ہے

پس عداوت ایک ایسا درجہ ہے کہ اس سے انسان اتر ہی نہیں سکتا۔ پس جو شخص اس بات پر خوش ہوتا ہے کہ اس کو کسی سے عداوت نہیں۔ اس کی یہ خوشی اور فخر ایسا ہی ہے جو کوئی انسان کہے کہ میں گدھا نہیں۔ حالانکہ فخر تو اس پر ہونا چاہیئے۔ کہ انسانوں میں سے اعلےٰ انسان ہے اور پھر فخر بھی وہ فخر جو تکبر والا نہ ہو۔

پس اگر انسان کو قابل فخر کوئی بات بناتی ہے۔ تو وہ دشمنی اور عداوت کا نہ ہونا نہیں۔ بلکہ وہ دوستی اور محبت و اخلاص اور پیار ہیں۔ یہ خوبی جائز فخر ثابت کرتی ہے۔ کہ ایک انسان دوسرے انسانوں سے محبت و اخلاص کے تعلقات رکھتا ہے۔

تعلقات کے تین درجے

تعلقات کے تین مدارج ہیں ان میں ادنیٰ اور ذلت و رسوائی کا درجہ دشمنی کا ہے۔ وہ دشمنی جو خدا کے لئے نہو۔ اور جو دشمنی خدا کے لئے ہو۔ وہ دراصل دشمنی نہیں محبت ہے۔ کیونکہ خدا کسی کا دشمن نہیں۔ اگر خدا کے لئے کسی سے بغض ہے۔ تو وہ بغض و دشمنی نہیں۔ بلکہ اصلاح ہے۔ اور یہ شخص مصلح ہے۔ ہاں جب اپنے لئے یا اپنے عزیزوں۔ بیوی۔ بچوں کے لئے ہو تو وہ حقیقی بغض ہے۔ جو بدترین ذلت کا درجہ ہے۔ خدا کے لئے جو بغض ہے لغت کے لحاظ سے ہم اسے بغض اور دشمنی ہی کہینگے۔ ورنہ درحقیقت وہ اصلاح ہے۔

اس درجہ سے اوپر کا درجہ یہ ہے کہ انسان کو نہ کسی سے دشمنی ہو۔ اور نہ کسی سے دوستی۔ جیسا کہ ریل میں دو آدمی بیٹھتے ہیں۔ ایک ایک کھڑکی میں دوسرا دوسری میں کہ نہ ان میں تعلقات دوستی ہوتے ہیں نہ دشمنی۔ اسپر بھی فخر نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس کو بھی اعلیٰ درجہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اور نہ اس مقام پر کھڑا ہونے والا کہہ سکتا ہے کہ میں اعلیٰ درجہ پر ہوں۔ کہ مجھے کسی سے دشمنی ہے نہ دوستی۔ کیونکہ وہ شخص ہرگز نیک اور متقی قرار نہیں دے سکتا۔ جو کہے کہ میں خدا کا دشمن نہیں۔ یہ کوئی نیکی نہیں۔ کیونکہ اس نے خدا سے جو نیکی کا سرچشمہ ہے کچھ تعلق نہیں رکھا۔ اسی طرح جو شخص اللہ کے بندوں سے محبت نہیں رکھتا۔ وہ درحقیقت خدا سے بھی تعلق نہیں رکھتا۔

اسلام میں دو باتیں ہیں۔ بندوں اور خدا سے تعلق رکھنا

دشمنی رکھنا ادنیٰ ترین درجہ ہے۔ اور دشمنی و دوستی دونوں نہ رکھنا اس سے اوپر کا درجہ ہے۔ اور اس سے اوپر اور آخری درجہ ہے خدا کے بندوں سے اخلاص اور محبت رکھنا۔ اور پھر اخلاص اور محبت کے بھی مدارج ہیں۔

قرآن شریف میں جو آتا ہے۔ ان اللّٰہ یامر کم بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ۔ درحقیقت یہ تینوں درجے بھی محبت کے ہیں عدل بھی درجہ محبت ہے۔ اور احسان بھی اور ایتاء ذی القربیٰ بھی۔ ان تینوں کو حاصل کرنا چاہیئے ؎

ہمارا سچی محبت کرنیوالا خدا کے اسکی مخلوق کو بھی عزیز رکھتے ہیں۔

اگر اسلام کہتا ہے کہ آپس میں تباغض نہ کرو۔ اور اختلاف نہ کرو۔ تو یہ نہیں کہ ان باتوں سے باز رہنا اعلیٰ درجہ کی بات ہو۔ بلکہ چونکہ یہ باتیں محبت کے دور کرنیوالی ہیں۔ اس لئے فرمایا ان سے دور رہو۔ یہ نہیں کہ یہی اصل مقصود ہیں۔ بلکہ اصل مقصود محبت واخلاص ہے۔ بہت لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے۔ جو لوگ بے تعلق رہتے ہیں۔ وہ ثابت کرتے ہیں کہ ان کے دل میں خدا کی مخلوق کی محبت نہیں اور جو شخص خدا کی مخلوق سے محبت نہیں رکھتا وہ دعوےٰ نہیں کر سکتا۔ کہ اس کو خدا سے محبت ہے۔ جو شخص اعتصام بحبل اللّٰہ کرتا ہے۔ ہو نہیں سکتا کہ وہ خدا کی مخلوق سے بے تعلق ہو۔ اور اس سے اس کی محبت نہ ہو۔ اور اس کے لئے دل میں ہمدردی نہ ہو۔ اگر کوئی شخص محبت الٰہی کا دعوےٰ کرتا ہوا خدا کی مخلوق کی محبت وہمدردی سے خالی ہے۔ وہ ثابت کرتا ہے۔ کہ اس کو اسلام اور تقویٰ سے چنداں تعلق نہیں۔ خدا کی مخلوق سے ہمدردی اور محبت اور خدا کی محبت دونوں ایک چیز ہیں۔ الگ الگ نہیں۔ ہدایت تبھی ملتی ہے۔ جب خدا کی مخلوق کی انسان کے دل میں محبت ہو۔ جب یہ نہ ہو۔ تو ہدایت بھی نصیب نہیں ہوتی۔ ہر دل کی ایک تدبیر بھی نہیں ہو سکتی دشمن کی سنگدلی کی کوئی ہو کو خدا سے محبت تھی اور اس کی مخلوق سے دشمنی۔ اور وہ لوگوں سے بے تعلق تھے

یہ ممکن ہی نہیں۔ کہ ایک چیز سے واقعی پیار ہو۔ مگر اس کے متعلقین سے پیار نہ ہو۔ خدا سے جو محبت کرتا ہے۔ ممکن نہیں کہ خدا کی مخلوق سے نہ کرے۔ اگر وہ خدا کی مخلوق سے بے تعلق ہے۔ تو اس کے دل میں خدا کی بھی محبت نہیں ؎

قصہ مشہور ہے۔ خدا جانے کہاں تک درست ہے کہتے ہیں۔ کہ قیس لیلیٰ کی گلی میں چکر لگا رہا تھا۔ لیلیٰ کا کتا گذرنے لگا۔ قیس اس کو لپٹ گیا۔ اور اس کو پیار کیا۔ لوگوں نے کہا۔ کہ یہ تو پاگل ہے۔ قیس نے جواب دیا۔ میں پاگل نہیں پاگل تم ہو۔ کیونکہ میں جو کتے کو پیار کرتا ہوں۔ تو اس لئے نہیں کہ یہ کتا ہے بلکہ اس لئے کرتا ہوں کہ یہ لیلیٰ کا کتا ہے۔ اسی طرح جس دل میں اللّٰہ کی محبت ہے۔ اس کو اللّٰہ کی مخلوق سے محبت ہے۔ اور جو شخص بندوں سے محبت وہمدردی نہیں رکھتا۔ اسی قدر وہ خدا کی محبت سے خالی ہے۔ مگر وہ محبت خدا کے لئے ہو۔ جس طرح بغض جو خدا کے لئے ہو۔ بغض نہیں ہے۔ اسی طرح جو محبت خدا کے لئے نہ ہو۔ محبت نہیں۔ بغض ہے مثلاً ایک شخص بیوی۔ بچوں۔ عزیزوں اور قریبیوں سے محبت رکھتا ہے۔ یہ خدا کی مخلوق ہیں۔ لیکن ان کے لئے رشوت لیتا ہے۔ چوری کرتا ہے۔ ڈاکہ ڈالتا ہے۔ اس کو بے شک خدا کی مخلوق سے محبت ہے لیکن یہ محبت خدا کے لئے نہیں۔ اس لئے یہ محبت نہیں۔ کیونکہ درحقیقت یہ شخص اس طرح اپنے نفس اور ان لوگوں سے دشمنی کرتا ہے۔ پس خدا کی مخلوق سے محبت ہو۔ اور خدا کے لئے ہو۔ تب ایمان ہوتا ہے۔ جب تک یہ نہ ہو۔ سمجھنا چاہیئے کہ خدا کی محبت اور ایمان میں بھی کمی ہے ؎

ہمارے لئے وہ سب ذرائع موجود ہیں جن کے باعث محبت ہوتی ہے

ہماری جماعت میں اللّٰہ تعالیٰ نے محبت کے تمام ذرائع کو جمع کر دیا ہے۔ ایک مرکز ہے۔ اور قاعدہ ہے کہ ایک مرکز سے تعلق رکھنے والوں کو آپس میں محبت ہوتی ہے جیسا کہ ایک مدرسہ میں پڑھنے والوں میں محبت ہوتی ہے۔ مثلاً ایک لڑکے پر کوئی اُفتاد پڑے۔ تو دوسرے لڑکے اس کی مدد کو کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یا مثلاً ایک گاؤں میں محبت ہوتی ہے۔ یا ملکوں اور ایک حکومت کے ماتحت رہنے والوں میں ہوتی ہے۔ یہ تو عارضی تعلقات ہیں۔ مگر جو خدا نے تعلق ہم میں پیدا کیا ہے۔ وہ ایک دائمی تعلق ہے۔ پس اگر تعلق کے باوجود بھی جو ایمانی ہے۔ ہم میں بے تعلقی ہو۔ تو اس سے بڑھ کر اور کیا بُرائی ہو سکتی ہے۔ بے تعلقی پر فخر نہیں کیا جا سکتا۔ خدا سے دشمنی نہ ہونا قابل فخر نہیں بلکہ فخر اور تعریف کے قابل خدا سے دوستی اور محبت کا ہونا ہے۔ جس شخص کے دل میں عداوت ہو وہ مسلمان نہیں۔ اور ہدایت سے دور ہے۔ انسان کے لئے اچھا درجہ یہ ہے۔ کہ اس کے دل میں بھائیوں کی محبت اور اخلاص ہے۔ کیونکہ اسلام اور محبت لازم ملزوم ہیں پس جب تک محبت نہ ہو۔ انسان مسلم نہیں ہو سکتا ؎

عداوت اسفل ترین درجہ ہے۔ اور بے تعلقی کہ نہ محبت ہو نہ عداوت اس سے اونچا۔ مگر قابل فخر نہیں۔ محبت واخلاص اصل درجہ ہے۔ پس بغض وعداوت اور بے تعلقی اور اسلام جمع نہیں ہو سکتے۔ جو دونوں کو جمع کرتا ہے سخت غلطی کرتا ہے۔ خدا کی مخلوق سے کینہ اور خدا کی محبت ایک سینہ میں جمع نہیں ہو سکتے۔ عداوت گند ہے اور گند اور خدا کی محبت کہ ایک پاک ترین چیز ہے۔ جمع نہیں ہو سکتے۔ بے تعلقی اونچا درجہ ہے۔ مگر یہ بھی ایمان کے خلاف ہے ؎

قرآن کریم میں اعتصام بحبل اللّٰہ کا کلمہ ہے کہ تم بھائی بھائی ہو۔ بھائی بھائی بنے رہو۔ ایمان کا نتیجہ بھائی ہونا ہے عداوت نہیں۔ اس لئے جو شخص دوسرے سے ہمدردی نہیں رکھتا۔ اس کو اسلام میں داخل ہونے کے لئے ابھی بہت سا راستہ طے کرنا ہے۔ اور جب تک وہ اس راستہ کو طے نہ کرے۔ اس درجہ ایمان اور تعلق باللّٰہ کو حاصل نہیں کر سکتا ؎

میں نے بتایا ہے کہ جب تک جماعت میں محبت نہ ہو دیندار نہیں ہو سکتی۔ اب تک اس پر توجہ نہیں کی گئی۔ کیونکہ لوگوں نے خیال کر لیا کہ آپس کی محبت ایک دنیادارانہ فعل ہے

ہے۔ اس کو دین سے تعلق نہیں۔ نمازیں پڑھیں روزے رکھیں۔ حج کریں اور اشاعت اسلام کریں لیکن یہ ایک غلطی اور غلط فہمی ہے۔ قرآن کریم نے آپس کی محبت و ہمدردی کو حصہ دین قرار دیا ہے پس جو شخص خدا کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے۔ لیکن اس کی مخلوق سے لاپرواہ ہے یعنے اس سے ہمدردی نہیں کرتا۔ اس کا خدا کی محبت کا دعویٰ جھوٹا دعویٰ ہے۔ ہمارے لوگوں میں جو اس محبت واخلاص و ہمدردی کی کمی ہے۔ میرے خیال میں وہ اس غلط فہمی کی وجہ سے ہے۔ کہ وہ اس کو دنیاوی فعل سمجھتے ہیں لیکن ان کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ یہ دنیاوی فعل نہیں ہے بلکہ دین ہے۔

مُسلمان کیوں تباہ ہوئے

مجھے ابھی شکایت کا رقعہ پہونچا ہے۔ کہ ایک شخص کے گھر چور گئے۔ اتنا شور پڑا۔ کہ باغ تک اس کی آواز گئی۔ ہندو تک جمع ہو گئے۔ غیر احمدی بھی پہونچ گئے لیکن احمدی صرف چار شخص گئے۔ میری طبیعت اس رات خراب تھی۔ میری بیوی نے صبح کو بتایا کہ ایسا واقعہ ہُوا تھا۔ مَیں نے اس کو ڈانٹا۔ کہ تم نے مجھے کیوں نہ جگایا۔ یہ ایک بہت گری ہوئی بات ہے۔ اور ایک جھوٹا خیال ہے کہ دوسرے کی تکلیف کو دوسرے کی ہی تکلیف سمجھا جائے۔ اور یہ خدا کی محبت کے منافی ہے۔ مسلمانوں کو اسی بات نے تباہ کیا۔ ایک مسلمان سلطنت کو جب تباہ کرنا چاہا تو دوسروں کو کہدیا کہ ہمارے آپ کے تعلقات دوستانہ ہیں۔ مگر فلاں سلطنت خراب ہے۔ ذرا اس کی خبر لے لیں۔ دوسرے مسلمان خاموش بیٹھے رہے۔ کہ ہمارے تو یہ لوگ دوست ہی ہیں۔ مگر اس کا نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ یکے بعد دیگرے تمام سلطنتیں تباہ ہو گئیں۔ عیسائیوں میں یہ بات نہیں۔ ایک سلطنت کے کوئی خلاف ہو۔ جھٹ اس کے خلاف تمام سلطنتیں اُٹھ کھڑی ہوتی ہیں۔ پھر نہ صرف حکومت۔ بلکہ اگر کسی عیسائی کے ساتھ جھگڑا ہو جو کسی دوسری سلطنت میں رہتا ہو۔ تو سلطنتیں اُٹھ کھڑی ہوتی ہیں۔ یہ مذہبی حمیت ہوتی ہے۔ وہ لوگ اس کو محض انسانی ہمدردی قرار دیتے ہیں۔ مگر جب افریقہ کے وحشیوں پر ظلم ہوں۔ تو انسانیت کا خیال پیدا نہیں ہوتا اور کہدیا جاتا ہے کہ یہ تمدن کا فرق ہے۔ اور وہ لوگ ایسا کرنے پر مجبور تھے۔ لیکن درحقیقت وہ عیسائیت کا رشتہ ہوتا ہے۔ مُسلمانوں نے ایک دوسرے کی مدد نہ کر کے اپنی تمام سلطنتوں کو کھو دیا۔ ان لوگوں کے لیے جو نتیجہ نکلا۔ وہ طبعی تھا۔ کیونکہ ان کے آپس میں سخت فساد واختلاف تھے۔ اور بیرونی دشمن تاک میں تھے۔ اور کوئی سنبھالنے والا نہ تھا۔ اور ان کے دل کفر میں مُبتلا تھے۔ لیکن تم وہ ہو۔ جو کہتے ہو۔ کہ ہم مسلمان ہیں۔ واقعہ میں اگر تم اسی مقام پر کھڑے ہو۔ جس پر کھڑے ہونے کے مدعی ہو۔ تو اسلام تمہیں میں ہے۔ پس اگر تم میں بھی وہ بے حمیتی اور ہمدردی کا فقدان اور عدم محبت ہو تو پھر کتنے افسوس کی بات ہے۔ اگر تم انہیں کا رویہ اختیار کر دگے۔ تو غور کر لو۔ کہ جب زیادہ کو تباہ کر دیا گیا تو تم جو چند لاکھ ہو۔ تمہارا تباہ کرنا کونسا مشکل کام ہے۔ اور تمہاری حیثیت ہی کیا ہے۔

کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ نے اپنی بیٹی کا ایک جگہ بیاہ کرنا چاہا۔ لیکن بعض میں رشتہ کرنا ناپسند ہُوا۔ اس لئے تدبیر کرنے لگا۔ کہ کسی طرح یہ رشتہ نہ ہو۔ وزراء سے مشورہ کیا۔ کہ کیا تدبیر اختیار کرنی چاہیئے۔ وزراء نے کہا کہ لڑکے کے باپ بادشاہ سے یہ شرط کرنی چاہیئے کہ برات میں تمام جوان ہی جوان ہوں۔ لڑکے والوں نے اس شرط کو قبول کر لیا۔ جب برات روانہ ہونے لگی۔ تو لڑکے کے باپ کے وزیر نے کہا کہ مجھے کسی نہ کسی طرح ضرور بھیجدو۔ کہ مَیں کام آؤنگا۔ آخر اس وزیر کو چھپا کر لے گئے۔ لڑکی والوں کی طرف سے وہاں پہنچتے ہی یہ نئی شرط پیش ہوئی۔ کہ ہر ایک شخص ایک ایک بکرا کھائے۔ تو ہم لڑکی دینگے۔ لوگ حیران ہوئے۔ کہ اب کیا کریں۔ آخر اس بوڑھے کی طرف متوجہ ہوئے۔ بوڑھے نے کہا کہ تم کہو۔ ہم بایں شرط اس شرط کو پورا کرتے ہیں کہ تم ایک ایک بکرا ذبح کر کے لاتے جاؤ۔ اسطرح وہ انہوں نے سب بکرے کھا لئے اور لڑکی بیاہ لے گئے۔ تو ہماری مثال بھی ایسی ہی ہے۔ کہ اگر ہماری تمام جماعت ایک جگہ ہوتی۔ تب بھی البتہ ایک بات تھی۔ لیکن اب تو حالت اس کے خلاف ہے۔ کیونکہ مختلف جگہوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ پس اس پراگندگی پر پھر کیا حیثیت ہے۔ یہی حیثیت ہے جیسی ایک بکرے کی ایک برات کے سامنے۔

اگر ہم میں ہمدردی نہو تو ہم بہت جلد تباہ ہو سکتے ہیں

ہماری جماعت مختلف جگہوں میں پھیلی ہوئی ہے اس کی تباہی اس صورت میں کچھ بھی مشکل نہیں۔ اگر اس کے افراد میں آپس میں محبت و ارتباط نہو۔ یہ تو خدا تعالیٰ کی نصرت ہے کہ باوجود مختلف مقامات پر پھیلے ہونے کے جماعت ترقی کر رہی ہے اگر آپس میں محبت واخلاص اور ہمدردی نہو۔ تو پھر جماعت کیسے محفوظ رہ سکتی ہے۔ اگر ہمسائے میں چوری ہو۔ اور دوسرا آرام سے سوتا رہے کہ میرے گھر میں تو نہیں ہوئی تو اس کی بھی خیر نہیں یا اگر کسی کے گھر میں آگ لگے۔ اور دوسرا اس خیال کی بنا پر مطمئن ہو جائے کہ میرے گھر میں تو آگ نہیں لگی ہوئی۔ تو اس کا یہ اطمینان جھوٹا اطمینان ہوگا کیونکہ آگ ہمسایہ کے مکان کو جلا کر اس کے مکان تک پہنچیگی۔

پس افراد کی مصیبت جماعت کی مصیبت ہوتی ہے۔ کیونکہ افراد سے ہی جماعت بنتی ہے۔ اگر افراد کی عزت ہوگی اور افراد اچھی حالت میں ہوں گے۔ تو جماعت بھی اچھی حالت میں ہو گی۔ آج دنیا میں عیسائی بادشاہ ہیں۔ ایک چوہڑا جو عیسائی ہو جاتا ہے وہی فخریہ کہتا ہے کہ میں عیسائی ہوں۔ جن جگہوں میں ہندو زیادہ ہیں۔ وہاں ہندو معزز و محترم ہیں اور مسلمان جہاں زیادہ ہیں۔ وہاں مسلمانوں کی اچھی حالت ہے۔ غلبہ افراد کے ذریعہ ہی ہُوا کرتا ہے۔ اگر افراد میں یکجہتی نہو۔ تو پھر جماعت میں بھی نہیں ہو سکتی۔ اور اگر افراد کی مصیبت کو انہی افراد کی مصیبت خیال کیا جائے تو پھر اس طرح دشمن کو غلبہ پانے کے لئے بہترین موقعہ ملجاتا ہے۔ کہتے ہیں کسی شخص کے باغ میں تین شخص ایک مولوی ایک سید اور ایک اور عام آدمی ملکر چوری کرنے گئے۔ وہاں انہوں نے خوب باغ میں تباہی ڈالی۔ اتنے میں باغ کا مالک آیا۔ اسنے مقابلہ ظاہراً مناسب نہ جان کر ان سے کہا کہ حضور خدا کا شکر ہے کہ آپ لوگ یہاں تشریف لائے بھلا کہاں ہماری قسمت کہ آپ سے بزرگ یہاں آتے۔ یہ باغ تو کیا ہے۔ اگر اور بھی کوئی چیز میرے پاس ہوتی۔ تو

میں وہ بھی آپ پر نثار کر دیتا۔ وہ بہت خوش ہوئے تھوڑی دیر کے بعد اس نے مولوی کو مخاطب کیا۔ اور کہا جناب مولوی صاحب! آپ تو رسول کریم صلعم کی گدی پر بیٹھے ہیں۔ اور حضرت سید صاحب آنحضرت صلعم کی ذریت میں سے ہیں۔ اگر آپ دونوں نے باغ کی اشیاء کو استعمال کیا۔ تو یہ آپ کا حق تھا لیکن یہ جو تیسرا شخص ہے۔ اس کو کیا حق حاصل تھا۔ کہ میرے باغ میں تباہی [illegible] فرمایا۔ کہ واقعی اس شخص نے غلطی کی ہے۔ اور واجب سزا ہے۔ باغ والے نے کہا کہ آپ میری مدد کریں۔ چنانچہ اس کو پکڑ لیا گیا۔ اور [illegible] اور سید صاحب [illegible] اور اس شخص کو [illegible] اور درخت سے باندھ دیا۔ اسی طرح [illegible] سید کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں سے ہیں۔ بیشک اگر آپ نے باغ میں سے کچھ کھایا تو آپ کا حق تھا لیکن یہ مولوی کیا [illegible] کی چیز کو خراب [illegible] مولوی صاحب [illegible] باغ والے نے کہا کہ آپ میری مدد کریں۔ چنانچہ مولوی صاحب کو پکڑا گیا اور خوب مارا اور درخت سے باندھ دیا۔ آخر سید صاحب کو اس نے [illegible] لوگوں کی چیزیں [illegible] اسکو پکڑ لیا اور مارنے لگا۔ وہ بہت منت سماجت کرنے لگا [illegible] اور کہا کہ یہ بات مجھے پہلے سوچنی چاہیئے تھی۔ جب تیسرے ساتھی پر مصیبت آئی تھی۔

[illegible] اگر ایک کی مصیبت کو اپنی مصیبت خیال کیا جائے تو [illegible] بہت جلد پاک کی جا سکتی ہے۔ لیکن چاہیئے کہ اگر ایسا [illegible] وقت آئے تو سب [illegible] ہو کر اسکی مدد کریں [illegible] دشمن [illegible] ہو سکتا۔ اور [illegible] سے محبت و اخلاص اور ایمان و تقویٰ [illegible] بڑھ سکتا ہے۔ اگر یہ [illegible] دشمن ایک ایک کر کے سب کو [illegible] کیا جائیگا [illegible] ترقی کرو۔ اور محبت و اخلاص [illegible] جب اخلاص میں ترقی ہوگی۔ تو ایمان میں بھی ترقی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو اپنا [illegible] سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

[illegible] لکھے ہوئے تو فرمایا کہ) [illegible]

نامۂ لندن

۳

(نوشتہ مولوی عبدالرحیم صاحب نیر)

ملاقات کرنیوالے دوست

ہفتہ رواں میں جو لوگ ملاقات کے لئے آئے۔ انہیں سے خصوصیت سے قابل ذکر ذیل کے احمدی احباب ہیں۔

(۱) اخویم مسٹر اسد اللہ شیلے احمدی۔ یہ دوست مسیح موعود سے محبت رکھنے والے ہیں۔ حضرت احمد نبی اللہ مسیح موعود پر خوب ایمان رکھتے ہیں۔ خاکسار سے بہت دیر تک حضرۃ اقدس مسیح موعود کے مناقب سنتے رہے۔ اور خوش ہوئے انہوں نے ایک موقعہ پر خواجہ صاحب سے جاکر دریافت کیا کہ "کیا تم احمد نبی اللہ کو مانتے ہو" خواجہ صاحب نے آہستہ سے ان کو کہدیا "ہاں! میں ان کا بچہ ہوں"۔

(۲) اخویم مسٹر بشیر کوریو۔ یہ اٹالین احمدی سفید ریش توانا جسم۔ قابل اخبار نویس ہیں۔ ان کے ملنے سے طبیعت میں راحت اور سرور پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص و محبت میں ترقی بخشے۔

مذکورہ بالا دوستوں کے علاوہ مسٹر خالد شنڈر ریک۔ مسٹر عبد العزیز برج اور مسٹر سلمان شلاغ سے بھی ملاقات ہوئی۔ موخر الذکر ہر دو اصحاب چودہری فتح محمد صاحب کی تبلیغ کے اثر سے اسلام لائے تھے۔

مفتی صاحب کا لیکچر

۱۷ اگست کو اتوار کے روز حضرت مفتی صاحب کا لیکچر اپنے مکان کے کمرے میں قرار پایا۔ مضمون "Are you Christian" "کیا آپ عیسائی ہیں" تھا۔ اس لیکچر کا اعلان ایک تو احباب کو چھپا ہوا کارڈ بھیجکر کیا گیا۔ دوسرے یہاں کے دستور کے مطابق بڑے بڑے انگریزی ٹین کے حروف کے ذیل کی عبارت بناکر اور تختی پر درست کر کے شیشے کی دیوار کے اندر رکھی گئی۔ اور ہر شخص مکان کے آگے سے گذرتا تھا پڑھ لیتا تھا۔

ایک لیکچر A. Lecture

Samday 6 T. m ایتوار ۶ بجے شام

Subject مضمون

"Are you Christan"? "کیا تم مسیحی ہو"

قریباً ۰۰ انگریز ہندوستانی مرد و عورت نو مسلم و غیر مسلم تقریر میں موجود تھے۔ شمس العلماء مولوی کمال الدین ایم۔اے بھی تشریف لائے تھے۔ اور ہمارے مخلص بھائی مسٹر ے ڈی کار معہ بیوی دو لڑکوں اور تین لڑکیوں کے آئے تھے۔ حضرت مفتی صاحب نے عیسائیت کی تعلیم کا ناقابل عمل ہونا بیان کر کے دکھایا کہ زبان سے کہنے والے عیسائی دراصل عیسائی نہیں اور نہ ہی مسیحی تعلیم ہر زمانہ کے لئے تھی۔ بلکہ ایک مختص الزمان تھی۔ ہمارا گھر دوستوں سے خوب شام تک بھرا رہا۔ ایندہ ہفتہ کے لیکچر کا اعلان ہوا۔ خاکسار نیر

"Mohammad the Perfect Ideal"

یعنی محمد رسول صلے اللہ علیہ وسلم کامل نمونہ ہیں" پر تقریر کریگا

مہاراج قاضی

اخویم قاضی عبداللہ صاحب ہمیشہ ہی عزت کے ساتھ دیکھے جاتے۔ اور اکثر شرفاء ان کو اپنے گھروں میں بلاتے ہیں۔ پھر وہاں ان سے اسلام کی نسبت سننے کی خواہش کرتے ہیں۔ وہاں کے ایک جلسہ میں وہ مدعو تھے۔ دروازہ پر اندر جانیوالوں کے نام لکھے جا رہے تھے۔ جب قاضی صاحب کی باری آئی۔ تو دربان نے آپکے عمامہ کو دیکھ کر تختی پر خوب سنوار کر لکھا۔ "مہاراج قاضی عبداللہ" یہاں ہر مرد و عورت قاضی عبداللہ صاحب کے اوصاف حسنہ کا مداح ہے۔ چونکہ وہ واپس آتے ہیں۔ اس لئے مفتی صاحب ان کے کام پر مفصل ریویو کرینگے۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ہفتہ رواں میں حضرت مفتی صاحب کی بعض ہندوستانی سرداروں سے ملاقات ہوئی۔ اور اتفاق سے ایک نو مسلمہ لڑکی بھی وہیں پہونچ گئی۔ سرداروں نے پوچھا آپ یہاں کیا کرتے ہیں۔ مفتی صاحب نے نو مسلمہ لڑکی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "میں ان لوگوں کو مسلمان کیا ہے" مس لیبٹ نے فوراً لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ دیا اور اپنا مسلمان ہونا واضح کیا۔

اس اتفاق حسنہ کا ان سرداروں پر بہت اچھا اثر ہوا۔ اور

سلسلہ عالیہ کی عظمت ان کے قلب پر پیدا ہوئی ہے۔ سرداروں میں سے ایک صاحب رحیم بخش نام بکنہ گڑھ ضلع جالندھر تھے۔ اور دوسرے پہلوان خان صاحب ساکن ... کے تھے۔

کل ۲۰۔ اگست کو حضرت مفتی صاحب کی تبلیغ سے ایک لیڈی رنیلڈ نام بتصدیق نبوت حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام و نبوت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کر کے داخل جماعت مصدقین ہوئی۔

گذشتہ ایام میں جب شاہی جلوس فتح کی خوشی میں نکلا تھا تو حضرت مفتی صاحب بھی ایک جھنڈا لئے سبز عمامہ لمبا چغہ پہنے ساتھ تھے۔ دور ایک مکان پر سے لوگوں نے ان کو مخاطب کرنا چاہا۔ اور ایک شخص نے لمبا سا ہارن "بتیل کا سینگ" منہ سے لگایا۔ اور زور سے کہا

allah is great
and
mohd is His apostle

اللہ بڑا ہے۔ اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔

مفتی صاحب نے جھنڈا ہلا کر اس کی طرف توجہ کی اور آواز کا جواب دیا۔

ہائڈ پارک ہائڈ پارک کے باہر دروازہ پر یہاں تقریریں ہوتی ہیں۔ وہاں ایک انگریز یہودی نے مجھ سے ہندوستان کے لوگوں کی پگڑیوں کے حالات پوچھنے شروع کئے۔ اور مسلمان۔ محمڈن اور مسلم میں فرق پوچھا۔ ابھی باتیں شروع ہی ہوئی تھیں کہ لوگوں کا ایک جم غفیر چاروں طرف جمع ہو گیا۔ اور سوال پر سوال ہونے لگا۔ یہاں تک کہ مسلمان اور عیسائیوں میں کیا فرق ہے۔ اور مسیح کی وفات۔ کشمیر میں آنا۔ حضرت مسیح موعود کے دعاوی کا بھی ذکر آگیا۔ اور اکثر لوگ "wonderful" "تعجب انگیز باتیں" کہکر رخصت ہوئے۔

ہمپسٹن کورٹ ہندوستان سے جو افسر جلسہ فتح کے جلوس میں شامل ہونے کے لئے آئے تھے۔ ان کو انگلستان کے پرانے شاہی محل ہمپسٹن کورٹ کے نزدیک دریائے ٹیمز کے کنارے پر کیمپ میں رکھا گیا ہے۔ ان میں ہمارے ایک دوست ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب ڈپٹی اسسٹنٹ بھی ہیں۔ ان کے بلانے پر ایک دفعہ حضرت مفتی صاحب ان کو ملنے گئے۔ اور دوسری دفعہ خاکسار گیا۔ اور کئی سرداروں نے دو گھنٹہ تک اسلام و سلسلہ کے متعلق سوال کئے اور جواب لئے دوا گریز افسر بھی آدھ گھنٹہ تک دلچسپی سے حالات سلسلہ سنتے رہے۔ ہمپسٹن کورٹ ایک شاندار شاہی محل ہے اس میں انگلستان کے قدیم خاندان شاہی کی تصاویر اور رومن تہذیب کے نمونے یعنی برہنہ تصاویر ہیں۔ اور بعض منظر تو نہایت مکروہ تھے۔ ان تصاویر میں سے ایک تصویر حضرت مسیح اور یوحنا بپتسمہ دینے والے کی تھی۔ مسیح صرف ایک چھوٹا کپڑا لپیٹے اپنے پیر صاحب کے سامنے اقرار کمزوری کر کے روحانی ترقی کے لئے اس کی شاگردی قبول کرتے ہیں۔ یہ عمارت اپنی ساخت و آرائش کے لحاظ سے شوکت شاہانہ کا اظہار کر رہی ہے اور عملاً بتا رہی ہے کہ یہ مسیح جس قوم کے لئے آیا تھا اور جو تعلیم وہ لایا تھا (علیہ السلام) وہ اس قوم کے واسطے نہ تھی۔ صرف اس زمانہ کے اسرائیلی مخاطب تھے

اخباروں میں سلسلہ احمدیہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ذکر لندن کے اکثر اخباروں میں ہوا ہے۔ ڈیلی سکیچ ڈیلی گرافک۔ اور بعض دیگر اخباروں نے مفتی صاحب کے فوٹو شائع کئے۔ بعض نے محض آپ اور سلسلہ عالیہ کا ذکر کیا ہے چنانچہ ڈیلی گرافک مفتی صاحب کا فوٹو دے کر ایک کالم کا مضمون لکھتا ہے۔ اور سلسلہ کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے

"یہ جماعت حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود اور مہدی معہود نے قائم کی تھی۔ اور اب اس کے پیشوا حضرت موصوف کے پسر موعود حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد ہیں" اس کے بعد ہمارے سیاسی خیالات و مطالبات اور اعتدال پسند وفادارانہ رویہ کا ذکر کیا ہے۔

اخبار سٹار رقمطراز ہے۔ میننگ جیسفورڈ رپورٹ پر اظہار رائے کرنے والے نہایت دلچسپ ہندوستانیوں میں سے ایک جناب مفتی محمد صادق صاحب پی ایچ ڈی والیف۔ پی۔ سی (لنڈن) و الیف سی کرام وائے۔ ایس۔ پی و ایم۔ آر۔ اے۔ ایس ہیں۔ آپ پنجاب قادیان کی احمدی جماعت کی طرف سے یہاں مبلغ ہیں احمدی جماعت کی حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے بنیاد رکھی۔ اور اب اس کی رہنمائی حضرت مرزا صاحب کا موعود بیٹا اور خلیفہ ثانی کر رہا ہے۔ اس جماعت کا پرانے خیال کے مسلمانوں سے وہی تعلق ہے۔ جو ابتدائی مسیحی یہودیوں سے رکھتے تھے۔

اخبار ٹائمز نے مسٹر والٹر ایم۔ اے کی کتاب "سلسلہ احمدیہ" پر ریویو لکھا ہے۔ اور سلسلہ کا ذکر کرتے ہوئے یہ الفاظ استعمال کئے ہیں:-

"یہ سلسلہ گو زیادہ مشہور نہیں مگر (بلحاظ اپنی تبلیغی کوششوں کے) نہایت اہم جماعت ہے"

اعلان

جونیئر ورنیکولر سرٹیفکیٹ والے تجربہ کار استادوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اگر وہ ہندوستان میں سرکاری فوجوں میں کام کرنا چاہیں تو انہیں چالیس روپیہ ماہوار مع خوراک ملیں گے۔ اگر مصر اور شام وغیرہ میں کام کرینگے تو ساٹھ روپیہ ماہوار مع خوراک لینگے۔ اگر رسد خوراک کی بجائے نقد لینگے۔ تو چھ آنے روزانہ نقد الاؤنس دیا جاوے گا۔ لہٰذا احمدی جونیئر ورنیکولر سرٹیفکیٹڈ استادوں کو چاہیئے۔ کہ بہت جلد درخواستیں مجھے بھیجدیں۔ اور نقل سندات بھی ارسال فرماویں۔

محمد دین ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

خریداران اخبار الحکم و رسالہ احمدی کو اطلاع

اخبار الحکم اور رسالہ احمدی خاتون والد صاحب قبلہ کے متواتر سفروں کی وجہ سے جو کہ سلسلہ کی اغراض کے لئے تھے کچھ عرصہ سے بند ہیں یہ عاجز بھی سفر مالا بار میں تھا۔ اب خدا کے فضل سے دونوں پرچے پھر جاری ہونگے۔ الحکم ۱۴۔ اکتوبر ۱۹ء کو شائع ہوگا۔ اور رسالہ خاتون اخیر مہینہ میں انشاء اللہ العزیز والسلام۔ خاکسار شیخ محمود احمد دفتر الحکم قادیان

فہرست نو مبائعین

(۶)

یہ نمبر شمار جنوری ۱۹۱۹ء سے شروع ہوتا ہے مگر اسے بالکل مکمل نہ سمجھنا چاہیئے۔ بعض ایسے لوگ جو قادیان میں آکر بیعت کرتے ہیں۔ ان کے نام محفوظ رکھنے کی اسوقت تک کوئی مناسب تدبیر نہیں کی گئی۔ پھر بعض دفعہ بیعت کرنیوالوں کے نام مہتمم ڈاک کی فہرست سے بھی کسی نہ کسی باعث سے رہ جاتے ہیں۔ دفتر الفضل کو جسقدر نام مہیا ہو سکتے ہیں۔ ان کو شائع کر دیا جاتا ہے۔ اور انہی کا یہ نمبر شمار ہے۔

(ایڈیٹر)

بقیہ ماہ ستمبر ۱۹۱۹ء

نمبر	نام	مقام
۱۳۳۹	دختر کریم بخش صاحب	ضلع لائل پور
۱۳۴۰	حکیم نبی بخش صاحب	〃 〃
۱۳۴۱	غلام نبی صاحب	〃 سیالکوٹ
۱۳۴۲	والدہ محمد رمضان صاحب	〃 گورداسپور
۱۳۴۳	عبد الرحیم صاحب	〃 جالندھر
۱۳۴۴	محمد صاحب	〃 گلبرگہ
۱۳۴۵	مائی سائین	〃 سیالکوٹ
۱۳۴۶	اہلیہ نواب الدین صاحب	〃 〃
۱۳۴۷	لال الدین صاحب	〃 〃
۱۳۴۸	نواب بی بی	〃 〃
۱۳۴۹	عائشہ دختر ماہی صاحب	〃 〃
۱۳۵۰	علی محمد صاحب تیلی	〃 〃
۱۳۵۱	ماہر صاحب	〃 〃
۱۳۵۲	مبڑا صاحب	〃 〃
۱۳۵۳	بختاور زوجہ مالی خان صاحب	〃 〃
۱۳۵۴	محمد علی صاحب	〃 〃
۱۳۵۵	راجن بی بی	〃 〃
۱۳۵۶	دختر راجن بی بی	〃 〃
۱۳۵۷	دختر راجن بی بی	〃 〃
۱۳۵۸	بلند خان صاحب	ضلع سیالکوٹ
۱۳۵۹	سلطان خان صاحب	〃 〃
۱۳۶۰	امام الدین صاحب	〃 جالندھر
۱۳۶۱	پادری خیر الدین صاحب	〃 شاہپور
۱۳۶۲	حسین معروف اکبر علی صاحب	〃 جالندھر
۱۳۶۳	علم الدین صاحب	〃 〃
۱۳۶۴	محمد رمضان عرف ابراہیم صاحب	〃 〃
۱۳۶۵	ممتاز علی صاحب ہیڈ اور سیر	〃 بغداد
۱۳۶۶	محمد الدین صاحب	〃 ملتان
۱۳۶۷	مستری عبد الخالق صاحب	〃 〃
۱۳۶۸	محمد سلیم صاحب	〃 〃
۱۳۶۹	اکبر علی صاحب	〃 امرتسر
۱۳۷۰	محمد حیات صاحب	حیدرآباد دکن
۱۳۷۱	رحیم نسار بیگم	〃 〃
۱۳۷۲	رشید احمد صاحب	〃 لائل پور
۱۳۷۳	محبت علی صاحب	〃 امرتسر
۱۳۷۴	ریشم بی بی	〃 گوجرانوالہ
۱۳۷۵	میاں منگو صاحب	〃 جالندھر
۱۳۷۶	رلیا	〃 ہوشیارپور
۱۳۷۷	محمد دین صاحب	〃 ملتان
۱۳۷۸	نور حسین صاحب	〃 گوجرات
۱۳۷۹	محمد شفیع صاحب	〃 امرتسر
۱۳۸۰	مظفر علی صاحب	〃 سیالکوٹ
۱۳۸۱	احمد علی صاحب	〃 ڈیرہ غازیخاں
۱۳۸۲	بلبشہ؟ خان صاحب	〃 〃
۱۳۸۳	فیض محمد صاحب	〃 جالندھر
۱۳۸۴	امام الدین صاحب	افریقہ
۱۳۸۵	سید فتح علی شاہ صاحب	〃
۱۳۸۶	سکندر علی صاحب	〃 گورداسپور
۱۳۸۷	زوجہ حکیم برکت اللہ صاحب	بمبئی
۱۳۸۸	ملکہ زوجہ دوم 〃 〃	〃
۱۳۸۹	عبد الحق صاحب	ضلع لائل پور
۱۳۹۰	مریم زوجہ محمد ابراہیم صاحب	〃 انبالہ
۱۳۹۱	سید عبد القادر صاحب تاجر عطر	منگلور
۱۳۹۲	علم الدین صاحب	ضلع شاہپور
۱۳۹۳	صالح محمد صاحب	〃 〃
۱۳۹۴	عالم خاتون	نواب شاہ سندھ
۱۳۹۵	نذیر احمد صاحب	ضلع جھنگ
۱۳۹۶	احمد الدین صاحب	〃 گوجرات
۱۳۹۷	میراں بخش صاحب	〃 〃
۱۳۹۸	جلال الدین صاحب	〃 〃

ماہ اکتوبر ۱۹۱۹ء

نمبر	نام	مقام
۱۳۹۹	اللہ دتا صاحب عرف گلاب خان صاحب	ضلع گجرات
۱۴۰۰	ڈاکٹر غلام محمد صاحب	〃 سیالکوٹ
۱۴۰۱	شاہ محمد صاحب	〃 گوجرات
۱۴۰۲	محمد یعقوب صاحب	لاہور
۱۴۰۳	بہاول شیر خان صاحب	ضلع گوجرانوالہ
۱۴۰۴	احمد الدین صاحب	〃 منٹگمری
۱۴۰۵	جمعہ شاہ صاحب	علاقہ پٹیالہ
۱۴۰۶	والدہ علم الدین صاحب	ضلع جالندھر
۱۴۰۷	اہلیہ 〃 〃	〃 〃
۱۴۰۸	احمد الدین صاحب	〃 لائل پور
۱۴۰۹	علم الدین صاحب	〃 〃
۱۴۱۰	محمد ایزد بخش صاحب	ناسک
۱۴۱۱	اہلیہ صاحبہ میاں محمد حسین صاحب	کلکتہ
۱۴۱۲	الٰہی بخش صاحب	ضلع جھنگ
۱۴۱۳	محمد امین صاحب	〃 〃
۱۴۱۴	نور الٰہی صاحب	〃 〃
۱۴۱۵	ماسٹر علیم الدین صاحب	〃 شاہپور
۱۴۱۶	حاکم صاحب	〃 گورداسپور
۱۴۱۷	اہلیہ 〃 〃	〃 〃
۱۴۱۸	منشی محمد طفیل صاحب	〃 〃
۱۴۱۹	محمد دل محمد صاحب	بنگال
۱۴۲۰	مسماۃ نزومن	〃

(باقی آیندہ انشاء اللہ العزیز)

اشتہارات

حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ۲ کا ارشاد (۴)

جماعت احمدیہ کے نام

"جیساکہ احباب کو معلوم ہوگا۔ میاں فخر الدین صاحب ملتانی نے ایک حمائل مترجم چھپوا کر ابھی حال میں شائع کی ہے۔ اس کے ترجمہ کا کام جیساکہ ان دونوں علماء کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب اور حافظ روشن علی صاحب کی مدد اور ہدایت سے ہوا ہے۔ اور گو علاوہ انہی کا کیا ہوا ترجمہ نہ ہو۔ مگر نگرانی سے بہت کچھ اصلاح ہو جاتی ہے اور میں نے بھی بعد طبع اس کو متعدد مقامات سے دیکھ کر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ سردست

جماعت کی ضروریات کے پورا کرنیکے لئے یہ ایک عمدہ کام ہے

حواشیہ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان کتب کے صفحات بھی دئے گئے ہیں۔ جنہیں اس صفحہ کی آیات کی تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی اور

یہ ایک بہت بڑی خوبی ہے

بشرطیکہ کوئی اس سے یہ نفع حاصل کرے۔

بہرحال یہ حمائل موجودہ ضروریات کے لئے بہت کارآمد ہے

اور میں احباب سے سفارش کرتا ہوں کہ وہ اسکی خریداری میں حصہ لے کر

میاں فخر الدین کی مدد کریں۔ کیونکہ یہ کام بڑے صرف سے ہوا ہے۔ اور وہ مستحق ہیں کہ ان کی پوری طرح امداد کیجاوے۔ تاکہ ان کو بھی اور دوسرے کام کرنیوالوں کو بھی کام کرنے کا حوصلہ پیدا ہو"

خاکسار مرزا محمود احمد

حمائل مجلد کپڑا للعہ۔ مجلد چرمی سنہری صہ۔ اور مجلد چرمی مع سفید اوراق ہر صفحہ ۳ہ

علاوہ ازیں قادیان کے ہر دفتر مثلاً میگزین۔ ترقی اسلام تشحیذ۔ الفضل و دفتر یسرنا القرآن اور دیگر کتب فروشوں کی شائع شدہ کتب اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف ایجنسی ہذا کی معرفت طلب کریں۔ متفرق طور پر منگانے میں جو محصولڈاک خرچ ہوتا ہے۔ صرف ایک ایجنسی ہذا کی معرفت منگانے سے محصولڈاک میں کفایت رہے گی ؛

محمد فخر الدین ملتانی۔ مہتمم احمدیہ بک ایجنسی۔ قادیان

ایم ایس مجید پنجاب فیکٹری لاہور

سے ضعف دماغ اور کمی حافظہ اور عوارضات شبانہ کے مفید ترین مشورے صاحب استطاعت جوابی کارڈ اور عوام الناس مفرد کارڈ لکھ کر مفت حاصل کریں۔ اور اپنے دماغ اور حافظہ کی طاقت کو ترقی دیں۔ تندرستی ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ صحت کی قدر کرو۔ اور موقعہ ہاتھ سے نہ دو ؛

سامان ہائی سکول و دفاتر کے لئے احمدیوں کا اپنا کارخانہ

احمدی بھائیوں کی خدمت میں جو کہ سکولوں یا دفاتر میں دسترس رکھتے ہوں۔ اطلاع دیجاتی ہے کہ کارخانہ ہذا میں حسب ذیل چوبی سامان بنکر طیار رہتا ہے۔

(۱) سنگل ڈیسک	(۵) لیکچر گیلری
(۲) ڈبول ڈیسک	(۶) سائنس ٹیبل
(۳) ٹیچر ڈیسک	(۷) سائنس الماری
(۴) اسٹول	(۸) ایوانگ شیلف
(۹) میپ ریک	(۱۱) بال فریم
(۱۰) میپ سٹینڈ	(۱۲) فائل باسکٹ

بوقت ضرورت طلب فرمادیں ؛

ملنے کا پتہ

ایم فیض احمد اینڈ سنز کشمیر سٹیٹ ورکس جموں توی

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ اور ست سلاجیت ۵/۱۸

ممیرے کی تصدیق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے خلیفہ اول نے کی۔ اور سرمہ کی ترکیب انہوں نے ہی بتلائی ہے۔ اور فرمایا کہ "براے امراض چشم بسیار مفید است" ممیرے کی قیمت فی تولہ للعہ اور سرمہ فی تولہ عار

ست سلاجیت

فی تولہ عہ روپیہ۔ مقوی اعضائے رئیسہ مشتہی طعام قاطع بلغم و ریاح و دافع بواسیر و دق شیخوخیت قاتل کرم شکم۔ مفتت سنگ گردہ اور درد مفاصل کے لئے مفید ہے۔

المشتہر

احمد نور کابلی تاجر مہاجر قادیان ضلع گورداسپور

احمدی جنتری ۶/۲۲

احباب کو مژدہ ہو کہ احمدی جنتری ۱۹۲۰ء کا کام شروع کر دیا ہے لائق احمدی احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ اگر اپنے مفید اور کارآمد مضامین اور اپنے علاقہ کے احمدیت کے متعلق سال رواں کے اہم واقعات ارسال فرماویں تو انشاء اللہ تعالیٰ نہایت شکریہ کے ساتھ درج کئے جاوینگے۔ اور تاجروں کیلئے اشتہارات کا بہت اچھا موقعہ ہے۔ اُجرت فی صفحہ پر رقم ہوگی۔ الحمد للہ یہ مقبول عام احمدی جنتری ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو جاتی ہے۔

راقم۔ خاکسار محمد یامین تاجر کتب قادیان و مرتب احمدی جنتری

ممالک غیر کی خبریں

ترکستان میں ہندوستانی - لنڈن ۸ - اکتوبر - ایک بالشویک وائرلس پیام مظہر ہے کہ سمارا میں ایک ہندوستانی سفارت ترکستان کی سوویٹ حکومت سے گفت و شنید کرنے کے لئے پہونچ گئی ہے -

ہرباس پر گولیاں - برلن ۸ - اکتوبر - وائنا کے ایک سوشلسٹ نے پارلیمنٹ سے باہر ڈپٹی ہاس پر چھ گولیاں چلائیں - جن سے وہ سخت زخمی ہوا -

بیکار جرمن - پیرس ۸ - اکتوبر - برلن سے اخبار ماطان کو ایک تار بدیں مضمون موصول ہوا ہے کہ کاریگروں کی کونسل جسے مشرق کو جانے کا حکم ہوا تھا - ماسکو کی حکومت سے ۸ لاکھ بے کار جرمنوں کو سوویٹ روس میں بھیجنے کے متعلق گفتگو کر رہی ہے ❊

بروصہ پر برطانی قبضہ - ایتھنز ۸ - اکتوبر - سمرنا کا ایک پیغام مظہر ہے کہ برطانی افواج نے بروصہ پر قبضہ کر لیا ہے - جہیں ان کی کوئی مزاحمت نہیں ہوئی

بلغاری وزیر اعظم کا استعفیٰ - پیرس ۸ - اکتوبر بلغاری وزیر اعظم موسیو تھیوڈو روف نے استعفیٰ دیدیا ❊

ہندوستان کے لئے امریکہ سے سونا - نیویارک ۸ - اکتوبر - ہندوستان کے لئے ۶ لاکھ - ۳۰ ہزار ڈالر کا سونا خریدا گیا ❊

ڈبلن کے جیل خانہ میں بغاوت - لنڈن ۷ - اکتوبر ڈبلن کے مونٹ جائے جیل خانے میں سن فینوں کی ایک تعداد نے اتوار کو آدھی رات کے وقت بغاوت کی اور کھڑکیاں اور فرنیچر توڑ ڈالا - آخر غلبہ حاصل کر کے ان کے بیڑیاں ڈال دی گئیں - یہ خیال کیا گیا ہے کہ جن لوگوں نے بغاوت کی ہے - ان کے یہ مطالبات تھے کہ جو سلوک چند سن فینی قیدیوں کے ساتھ روا رکھا گیا ہے وہی سلوک سب کے ساتھ ہونا چاہیئے ❊

امریکن لوہار دل کی ہڑتال اور مارشل لا - شکاگو ۸ - اکتوبر - انڈیانا میں بمقام گرے - ۲۰ ہزار ہڑتالیوں کی پریڈ کے بعد انڈیانا مشرقی شکاگو اور گرے میں مارشل لا کا اعلان کیا گیا - گرے میں ایک ہزار فوجی سپاہی متعین کئے گئے ہیں - کیونکہ ریاست کی ملیشیا فوج حالات سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ناکافی ہے -

مسٹر ولسن کی علالت (واشنگٹن ۷ - اکتوبر) پریزیڈنٹ ولسن نے دن آرام سے گذارا ہے -

شاہ ایران یورپ میں (پیرس ۶ - اکتوبر) شاہ ایران پیرس میں کئی دن رہنے کے بعد جنوبی فرانس میں سیاحت کے لئے جائینگے - جہاں سے وہ نومبر کے شروع میں پیرس آوینگے - اس وقت گورنمنٹ ان کا سرکاری طور پر خیر مقدم کرے گی - اغلباً وہ لنڈن میں نومبر کے دوسرے ہفتہ سے پہلے نہیں جائینگے

ہندوستان کی خبریں

امرتسر میں انتظام - امرتسر ۷ - اکتوبر - امرتسر کی کانگریس پارٹی کے لیڈروں اور ڈپٹی کمشنر اور ڈویژنل کمشنر امرتسر کے درمیان گفتگو ہونے کے بعد استقبالیہ کمیٹی نے یہ آخری فیصلہ کیا ہے کہ انڈین نیشنل کانگریس کا اجلاس دسمبر میں منعقد ہو گا ❊

کمیشن کے سامنے شہادت - پنجاب گورنمنٹ کی ایک سرکاری اطلاع مظہر ہے - کہ ۱۷ ستمبر کو امپیریل کونسل میں سرکاری ممبر نے آنریبل سردار سندر سنگھ مجیٹھیہ کو جواب دیتے ہوئے یقین دلایا کہ جو لوگ تحقیقاتی کمیٹی کے سامنے شہادت دینگے - ان پر پولیس کا کوئی دباؤ نہ ہوگا اسلئے ہز آنر تمام کمشنروں اور ڈپٹی کمشنروں کو اس مضمون کے مراسلے بھیجدیئے ہیں ❊

پلیگ زدہ رقبہ جات - صوبہ پنجاب میں مفصلہ ذیل رقبہ جات پلیگ زدہ اعلان کئے گئے ہیں - یہ رپورٹ ہفتہ مختتمہ ۲۵ ستمبر ۱۹۱۹ء تک کی ہے - ضلع راولپنڈی راولپنڈی شہر - ضلع ملتان و ملتان شہر ریاست پٹیالہ

کمیٹی تحقیقات پنجاب - تازہ سرکاری اطلاع کے بموجب ۱۵ اکتوبر سے اپنا اجلاس دہلی میں شروع کریگی - پبلک نمائندوں کی شہادتیں بھی لی جائینگی ❊

ولایتی تاروں میں تاخیر - یہ اعلان کیا گیا ہے - کہ انگلستان سے آنے جانے والے تاروں میں بمبئی سے لنڈن تک پورے محصول کے تاروں میں سات دن کی تاخیر ہوگی - اور ڈیفرڈ تاروں میں پانچ دن کی تاخیر ہوگی - اور لنڈن سے بمبئی کو پورے محصول کے تاروں میں ۳ دن کی تاخیر ہوگی

سکھوں کا مطالبہ - ہمعصر خالصہ ایڈووکیٹ لکھتا ہے کہ گذشتہ شورش میں سکھوں نے بالکل حصہ نہیں لیا - سر مائیکل اوڈوائر اور کرنل او برائین ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ اسبات کو سویکار کر چکے ہیں - نہ معلوم پھر کیوں گوجرانوالہ کے سکھ باشندگان پر جرمانہ لگایا گیا ہے - سکھوں کی طرف سے ایک درخواست معافی کے لئے گذاری جاچکی ہے - دیکھیں اس کا پرنام کیا ہوتا ہے ❊

ہندوستان میں انفلوئنزا ۷ - اکتوبر کی سرکاری مراسلت سے منکشف ہوتا ہے - ہفتہ مختتمہ ۲۷ ستمبر میں انفلوئنزا کی کمی کے آثار اور بھی واضح تھے - بمبئی میں بہت کم اموات ہوئیں - استدر قلیل اموات سال حال کے کسی ہفتے میں نہ ہوئی تھیں - شہر بمبئی میں انفلوئنزا کے تازہ کیسوں کی رپورٹ ہوئی ہے - جو خفیف و ہلکے قسم کے ہیں - پریزیڈنسی کے صدر مقام سے باہر اسکے اکے دکے کیس ہوئے - احاطہ مدراس کے بڑے بڑے شہروں اور قصبات میں انفلوئنزا سے اموات رو بہ تنزل ہیں - شہر مدراس میں ۱۹ - اور پریزیڈنسی کی دیگر اٹھارہ میونسپلٹیوں میں اس سے ۶۴ اموات کی اطلاع موصول ہوئی ہے - بنگال میں کلکتہ سے ۴۱ - اور دیگر میونسپل رقبہ جات سے ۳۰ - آدمیوں کے انفلوئنزا سے ضائع ہونے کی اطلاع موصول ہوئی ہے آسام - بہار و اڑیسہ میں یہ مرض بعض رقبہ جات میں محدود اور روبہ تنزل ہے - ممالک متحدہ آگرہ و اودھ ممالک متوسط کے بڑے بڑے شہروں سے انفلوئنزا سے کسی اتلاف کی رپورٹ نہیں ہوئی پنجاب بظاہر انفلوئنزا سے مبرا ہے - میسور وسط ہند - صوبہ سرحدی و بلوچستان سے اکے دکے خفیف کیسوں کی رپورٹ ہوئی ہے اس موسم میں انفلوئنزا کا صرف معدودے چند رقبہ جات میں محدود اور خفیف نوعیت کے ہونے سے توقع پیدا ہوتی ہے کہ یہ عنقریب معدوم ہو جائیگا

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)